مبارک ثانی کیس میں سپریم کورٹ کا تاریخ ساز نظرِ ثانی فیصلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

ایک ملزم مبارک ثانی قادیانی جو ایک قادیانی تعلیمی ادارہ کا پرنسپل تھا، آج سے ۵ سال قبل ۷ / مارچ ۲۰۱۹ء کو چناب نگر میں قادیانی جماعت کے تعلیمی اداروں میں قادیانی جماعت کے دوسرے سربراہ مرزا محمود کا قرآن مجید کا ترجمہ وتفسیر بنام ’’تفسیر صغیر‘‘ تقسیم کرنے کے جرم میں پیش پیش تھا، اسے جنوری ۲۰۲۳ء میں گرفتار کیا گیا۔ گرفتاری کے بعد مقدمہ کئی مراحل سے گزرا، پھر قادیانی، مبارک ثانی قادیانی کی درخواستِ ضمانت سپریم کورٹ لے کر گئے۔ چیف جسٹس آف پاکستان قاضی محمد فائز عیسیٰ صاحب نے اس مقدمہ کی سماعت کی، اور ۶ / فروری ۲۰۲۴ء کو فیصلہ دیتے ہوئے ضمانت منظور کی اور اسے مقدمہ سے بھی بری کر دیا۔ ڈسٹرکٹ کورٹ اور ہائی کورٹ میں سماعت کے بغیر مقدمہ ختم کرنے کے علاوہ اس ضمانتی فیصلہ میں مقدمہ سے غیر متعلقہ ایسی باتوں کو فیصلہ میں شامل کیا گیا، جس سے واضح طور پر قادیانیوں کی سہولت کاری کا تأثر قائم ہوتا تھا۔ نیز یہ فیصلہ امتناعِ قادیانیت قانون کی غلط تعبیرات کا مظہر بھی تھا۔ چنانچہ اس فیصلہ کے سامنے آتے ہی کراچی سے لے کر خیبر تک پورے ملک کے نامور قانون دان، اسلامیانِ وطن، مذہبی اور سیاسی حلقوں کے دانشوران سراپا احتجاج ہوئے۔ اس متنازع فیصلہ کے خلاف لاہور میں ۲۱ / فروری ۲۰۲۴ء کو ’’مجلس تحفظ ختم نبوت‘‘ نے کُل جماعتی ختم نبوت کنونشن منعقد کیا، جس میں تمام مکاتبِ فکر کی مذہبی جماعتوں نے اس فیصلہ کو مسترد کر دیا۔ مسلمانوں کو سراپا احتجاج دیکھ کر پنجاب حکومت نے نظر ثانی کی درخواست سپریم کورٹ میں داخل کی۔ ۲۶ / فروری کو سپریم کورٹ

کے تین رکنی بینچ نے چیف جسٹس آف پاکستان کی سربراہی میں نظرِثانی مقدمہ کی درخواست کی ابتدائی سماعت کے بعد اسے سماعت کے لیے منظور کرلیا اور ساتھ ہی ملک کے دس مختلف الخیال مکاتب فکر کے اداروں سے شرعی طور پر اس مقدمہ کے لیے رائے مانگی گئی۔

قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم ان دنوں کراچی میں تھے، راقم نے آپ سے ملاقات کی اور صورتِ حال گوش گزار کی۔ قائد جمعیت پہلے ہی سے فکرمند تھے، وہ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہٗ سے اگلے روز مشاورت کے لیے وقت طے کرچکے تھے۔ چنانچہ دارالعلوم کراچی میں اگلے روز ان دونوں حضرات کا اجلاس ہوا، جس میں راقم بھی شریک ہوا۔ تفصیلی طور پر حالات کا تجزیہ کرکے فیصلہ کیا گیا کہ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ عدالت کے اس مقدمہ سے متعلق استفسار پر جامع مانع جواب لکھیں جو قرآن وسنت اور مروّجہ قانون سے مبرہن ہو، اس پر تمام مکاتبِ فکر کے دستخط کرائے جائیں۔ حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی مدظلہ نے جواب لکھنے اور دوسرے مکاتبِ فکر کے تائیدی دستخط کرانے کی ذمہ داری قبول فرمائی۔ آپ نے جواب لکھا، حضرت مولانا مفتی منیب الرحمٰن، حضرت مولانا یٰسین ظفر، ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی قائم کردہ قرآن اکیڈمی لاہور، جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد، پانچ مختلف اداروں کے سربراہوں نے اس کی تائید کی، یوں سب کی جانب سے متفقہ رائے سامنے آئی۔ ۲۸/مارچ ۲۰۲۴ء کو سماعت ہوئی۔ عدالت نے تسلیم کیا کہ جن اداروں سے رائے مانگی گئی تھی، ان سب کی رائے آگئی ہے، مزید جس نے رائے دینی ہے وہ تحریری طور پر جمع کرائے، پھر سماعت ملتوی ہوگئی۔ ڈیڑھ دو ماہ تک تاریخِ سماعت مقرر نہ ہوئی تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے دوسری بار لاہور میں آل پارٹیز کنونشن رکھا، جس میں متفقہ مطالبہ ودرخواست کی گئی کہ کیس کی جلد سماعت کی جائے۔ نیز مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے چیف جسٹس آف پاکستان کے نام کھلا خط لکھا گیا کہ اس مقدمہ کی سماعت جلد شروع کی جائے۔

۲۹/مئی ۲۰۲۴ء کو سپریم کورٹ میں مقدمہ کی سماعت ہوئی، فیصلہ محفوظ ہوا۔ ۲۴ جولائی ۲۰۲۴ء کو فیصلہ آیا، مگر یہ فیصلہ بھی قابلِ اعتراض باتوں اور تحفظات سے بھرپور تھا، پورے پاکستان میں اس پر قانونی بحث چھڑگئی۔ ۲۵/جولائی کو مجلس تحفظِ ختم نبوت، جمعیت علمائے اسلام سمیت دیگر جماعتوں نے خطباتِ جمعہ میں اس پر احتجاج کیا، پُرامن مظاہرے اور ریلیوں کا اہتمام کیا گیا۔ پارلیمان اور سینٹ میں جمعیت علمائے اسلام، پیپلز پارٹی، مسلم لیگ اور پی ٹی آئی کے رہنماؤں نے بھی اس فیصلہ پر جاندار تنقید کی۔ حکومت نے پارلیمانی کمیٹی قائم کی اور فیصلہ کی تصحیح کے لیے درخواست دائر کرنے کا فیصلہ کیا۔ ۳/اگست ۲۰۲۴ء کو اسلام آباد میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے تحت قومی رہنماؤں، مذہبی وسیاسی جماعتوں کے سربراہوں پر مشتمل اے پی سی منعقد کی گئی، جس میں یک نکاتی ایجنڈا کے تحت مقدمہ کو جلد نمٹانے کا مطالبہ کیا گیا۔ ۱۹/اگست کو اسلام آباد اور راولپنڈی کے سیکڑوں مسلمانوں نے شاہراہِ دستور پر عدالت کے سامنے مظاہرہ کیا۔

اسی دوران حضرت مولانا اللہ وسایا دامت برکاتہم علاج معالجہ کے سلسلے میں کراچی تشریف لائے ہوئے تھے تو انھوں نے راقم کو حکم فرمایا کہ اس نظرِ ثانی کے فیصلہ کا جائزہ لیں، چنانچہ آپ کے حکم پر راقم نے پورے فیصلے کا شق وار جائزہ لیا اور تمام قابلِ تحفظات امور کی مدلل ومفصل نشان دَہی کی۔ یہ مضمون گزشتہ سے پیوستہ شمارے میں قارئینِ بینات ملاحظہ کرچکے ہیں۔ اس مضمون کی اشاعت کے بعد ۲۲/ اگست ۲۰۲۴ء کو وفاقی حکومت کی اس مقدمہ پر تصحیح کی درخواست پر سہ رکنی فیصلہ کرنے والے بینچ نے سماعت کی تو راقم کو بھی طلب فرمایا، راقم الحروف اُن دنوں مجلس تحفظ ختم نبوت کے تبلیغی دورے پر موریشس میں تھا، اس لیے راقم الحروف کی نمائندگی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے امیر مفتی عبدالرشید صاحب نے کی۔ قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ، حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ، حضرت مولانا مفتی شیر محمد خان رئیس دارالافتاء جامعہ غوثیہ بھیرہ، جناب مولانا ابوالخیر محمد زبیر صدر ملی یکجہتی کونسل، مولانا ڈاکٹر عطاء الرحمٰن اور دیگر علماء کرام کے عدالت میں بیانات ہوئے، وکلاء نے قانونی دلائل پیش کیے۔ ۲۲/ اگست ۲۰۲۴ء کی سماعت کے بعد حق تعالیٰ کے فضل وکرم سے ختم نبوت کے تحفظ کی صدا گونجی، اسی دن مختصر فیصلہ آیا اور تفصیلی فیصلہ محفوظ کرلیا گیا۔ ۱۰/ اکتوبر ۲۰۲۴ء کو تفصیلی فیصلہ آگیا، جس میں واضح طور پر سپریم کورٹ نے اپنے ۶/ فروری اور ۲۴ جولائی کے فیصلے کی غلطیوں کو تسلیم کیا اور انہیں کالعدم قرار دے کر مبارک ثانی قادیانی کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی جاری رکھنے کا حکم دیا۔

اس فیصلہ کو ماہ نامہ ''بینات'' کے صفحات پر تاریخی طور پر محفوظ رکھنے کی غرض سے من وعن ایک مستقل مضمون کی شکل میں اگلے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں!

۲۶ ویں آئینی ترمیم ... ایک اہم پیش رفت

۲۱/ اکتوبر ۲۰۲۴ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی اور سینیٹ میں ۲۶ ویں آئینی ترمیم پیش کی گئی، جو عدلیہ میں اصلاحات سے متعلق تھی، لیکن اسی کے ضمن میں جمعیت علمائے اسلام نے اپنی چند ترمیمیں بھی شامل کیں جو بحمداللہ! دوتہائی اکثریت سے منظور ہوگئی ہیں۔ دینی مدارس کو اپنی رجسٹریشن کے حوالے سے کافی مشکلات کا سامنا رہا ہے، حکومت اور متعلقہ ادارے اس حوالے سے مدارسِ دینیہ کو ہمیشہ دباؤ میں رکھنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ اتحاد تنظیمات مدارسِ دینیہ اس مشکل کو حل کرنے کی کوشش میں مستقل لگا رہا۔ پی ڈی ایم دورِ حکومت میں بھی اس حوالے سے مذاکرات ہوئے، ان مذاکرات میں اس وقت کے وزیر تعلیم، وزیر داخلہ اور دیگر متعلقہ وزارتوں اور محکموں کے نمائندے موجود تھے، وزیر اعظم شہباز شریف نے ایک مسودے کی منظوری دی اور حکم جاری کیا تھا کہ اس کے مطابق مدارس کو رجسٹریشن کا اختیار دے دیا جائے۔ اس میں دونوں باتوں کا اختیار تھا،